تحریر: جناب بشیر احمد ایم اے فلیچر اسکول آف لاء اینڈ ڈپلومیسی   ترجمہ: ڈاکٹر سبطین لکھنوی

رد مرزائیت   آخری قسط

تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء

موصوف لکھتے ہیں کہ:

اسرائیل میں قادیانی مشن کی کارگزاریاں

"اسرائیل میں احمدیہ (قادیانی) مشن "حیفہ" "ماؤنٹ" اور "کرمل" میں واقع ہے۔ وہاں ہماری (قادیانی) عبادت گاہ ہے۔ مشن ہاؤس ہے۔ ایک لائبریری ہے۔ ایک کتابوں کی دکان ہے۔ اور ایک اسکول ہے۔ "البشریٰ" کے نام سے ایک ماہوار جریدہ شائع ہوتا ہے۔ تقریباً تیس ممالک میں جس کی ترسیل ہوتی ہے۔ عربی ذرائع ابلاغ تک ہم قادیانی قابل رسائی ہو جاتے ہیں۔ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی کتابوں کا اسرائیلی مشن کے ذریعہ عربی زبان میں ترجمہ کیا جا چکا ہے۔ سرزمین فلسطین کے تقسیم ہو جانے کے بعد احمدی قادیانی مشن بہت متاثر ہوا ہے۔ فلسطین میں چونکہ مسلمانوں قلیل تعداد میں باقی رہ گئے ہیں۔ وہ مسلمان جن کی خدمت کرنے کا کوئی موقعہ قادیانی مشن نے کبھی ضائع نہیں کیا تھا۔ فلسطین کی تقسیم سے ہماری طاقت استخراج پذیر ہو گئی ہے۔ ابھی تھوڑے ہی دن گزرے ہیں کہ ہمارے نمائندے نے حیفہ کے میئر سے ایک انٹرویو لیا تھا۔ کافی سے زیادہ بحث کے دوران میں اس نے کہا "ہم نے کبابیر میں قادیانیوں کو حیفہ کے قریب ایک اسکول کھولنے کی منظوری دے دی۔ کبابیر میں ہم قادیانیوں نے فلسطینی عربوں کے ساتھ مل کر، ایک مضبوط احمدیہ برادری قائم کر لی۔ میئر نے وعدہ کر لیا کہ وہ قادیانی مشنری کو دیکھنے کے لئے قادیان آئیں گے۔ چنانچہ چار اہم شخصیتوں کے ساتھ میئر موصوف قادیانی مشن میں تشریف لائے تو وہاں قادیانی برادری اور قادیانی اسکول کے ہمارے طلباء نے ان کا باضابطہ استقبال کیا۔ مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے لئے ایک میٹنگ طلب کی گئی۔ یہودی میئر صاحب نے وزیٹرز بک میں اپنے تاثرات درج کئے۔ ایک چھوٹا سا واقعہ جو اسرائیلی مشن کو درپیش آیا وہ یہ ہے کہ ۱۹۵۶ء میں اسرائیل کی قادیانی جماعت کے انچارج چودھری محمد شریف قادیانی جب اپنی جماعت کے ہیڈکوارٹر پاکستان واپس آ رہے تھے تو حکومت اسرائیل کے صدر کی طرف سے انہیں پیغام ملا کہ صدر مملکت، پاکستان جانے سے قبل ان سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ چودھری جی نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی ملاقات کے دوران میں اسرائیل کے صدر مملکت کو جرمنی زبان میں ترجمہ شدہ قرآن مجید کا ایک نسخہ ان کی خدمت میں پیش کیا۔ جسے انتہائی مسرت کے ساتھ صدر مملکت نے شرف قبولیت بخشا۔ اسرائیل کے اخبارات میں یہ انٹرویو بڑے وسیع پیمانے پر شائع ہوا۔ اور وہاں کے ریڈیو نے بھی اس کا خلاصہ نشر کیا۔ اسرائیل میں قادیانی پوزیشن کا اندازہ اس ننھے منے واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ مرزا مبارک احمد کی کتاب (OUR FOREGIN MISSION مطبوعہ نصرت آرٹ پریس)

حقیقت پسند پارٹی اور مرزا محمود کے جنسی اسکینڈل

مرزا محمود جب اپنے یورپین دورے سے واپس لوٹے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے باوا کے پہلے جانشین حکیم

نورالدین کے دو بیٹوں سمیت بعض اہم اور ذی وقار قادیانیوں نے مرزا محمود کی بد سلوکیوں اور ان کی آمریت کے خلاف ایک تند و تیز مہم چلا رکھی ہے۔ وہ گھبرا اٹھا اور بہت مایوس ہوا کیونکہ قادیانی حلقوں میں اپنی علمی فضیلت اور تقویٰ کی بنا پر حکیم نورالدین کے دونوں بیٹے عبدالمنان اور عبدالوہاب بڑی طاقت رکھتے تھے۔ مرزا محمود کی فیملی کے ساتھ ان کی قریبی رشتہ داری تھی۔ دونوں مرزا محمود کے نسبتی بھائی تھے (الفضل ربوہ اشاعت ۵ ستمبر ۱۹۵۵ء) یہ باب قادیانی جماعت کی تاریخ کا ایک دلچسپ باب ہے کہ مرزا محمود کے رفقاء کار نہ صرف یہ کہ خلیفہ ربوہ کی مخالفت پر اتر آئے تھے بلکہ انہوں نے مرزا محمود پر سنگین الزامات بھی عائد کئے تھے۔

۱۔ انجمن احمدیہ کے فنڈز مرزا محمود اپنے ذاتی اخراجات میں استعمال کرتا ہے۔ اسلام کی تبلیغ کے نام پر جمع کردہ رقم کا بے جا اسراف کرتا ہے۔(۱) مرزا محمود نے پاکستان کے مختلف حصوں میں جائداد خریدنے پر کثیر رقم صرف کی ہے۔ بڑی بڑی صنعتوں میں اپنے رشتہ داروں کے لئے حصص خریدے ہیں۔ اپنی ذات کے لئے کثیر دولت کے بادشاہ بن گئے ہیں۔ اس نے اور اس کے خاندان کے نرالے اور انوکھے افراد نے غیر ملکی معرکتہ الآراء بنیادوں پر حصص حاصل کر لئے ہیں۔ قانونی لحاظ سے ربوہ کی پوری جائداد مرزا محمود کی ذاتی جائداد میں شمار ہوتی ہے۔(۲)

۲۔ مرزا محمود جنسی دل جوئی میں ملوث ہے۔ اخلاقی خباثت اور کمینہ پن کا تشویش ناک حد تک مرتکب ہے۔ مرزا محمود کی شہوت رانی کی تکمیل کی خاطر اس کے تنخواہ دار ایجنٹ موصوف کو نوجوان اور خوبصورت لڑکیاں مہیا کرتے ہیں۔ مرزا محمود کے مذکورہ گناہوں کے ثبوت میں قادیانی لڑکیوں کے الزامات بار بار دہرائے جا رہے ہیں۔ الزامات عائد کرنے والی بعض لڑکیوں نے تو اپنی شناخت کو پوشیدہ رکھا۔ لیکن بہت سی آفت رسیدہ قادیانی لڑکیوں نے اپنے نام اور مکمل پتے اپنے بیانوں میں ظاہر کئے۔ قرآن مجید پر حلفیہ بیان کے ساتھ ان قادیانی لڑکیوں نے مرزا محمود کو مباہلے کا چیلنج دیا۔ اور اللہ پاک سے دعا مانگی کہ مذکورہ عورتیں اگر اپنے الزامات میں جھوٹی ثابت ہوں تو اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب ان پر نازل ہوگا۔(۳)

۳۔ مرزا محمود کے ایجنٹ ان کے مخالفین حملے کرتے ہیں۔ مثلاً انہیں زدو کوب کیا گیا۔ ان سے ہاتھا پائی کی گئی۔ اور بعض حالتوں میں انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ جیسا کہ فخرالدین ملتانی کے ساتھ یہ سانحہ ہوا۔ مرزا جی کے ایجنٹ خلافت ربوہ کے مخالفین کے لئے بائیکاٹ۔ جلاوطنی، ذہنی اذیت کی افواہیں پھیلا کر تحقیر اور شرم دلانے کی جنگی سائنس کی چال کے بل بوتے پر انہیں محمودی ڈکٹیٹر شپ کے اعلان پر مجبور کیا جاتا ہے۔ قادیانی خواتین کو بد ترین طریقوں سے تنگ کیا گیا۔ خدام الاحمدیہ کے کارکن قادیانی خواتین کی تذلیل کرتے تھے۔ خلافت ربوہ سے بغاوت کرنے والوں کو خدام الاحمدیہ کے بے لگام اور اودھم مچانے والے نوجوانوں کے ہاتھوں قتل و غارت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ ان آفت رسیدہ قادیانیوں میں بڑی اہم شخصیات یہ تھیں۔ خلیفہ نورالدین کے دونوں لڑکے عبدالمنان

۱۔ کتاب دور حاضر کا مذہبی آمر، تصنیف راحت ملک صفحہ ۵۴ مطبوعہ البلاغ پریس لاہور۔

۲۔ کتاب مرزا محمود کی مالی بے اعتدالیاں صفحہ ۸ مطبوعہ البلاغ پریس لاہور۔

۳۔ کتاب تاریخ محمودیت کے چند اہم مگر پوشیدہ اوراق مطبوعہ گیلانی پریس لاہور۔

اور عبدالوہاب- ملک عزیزالرحمان- پروفیسر فیض الرحمان فیضی- راجہ بشیر احمد رازی- چودھری غلام رسول- چودھری عبدالحمید دادا- محمد یونس ملتانی- راحت ملک- عبداللطیف- عبدالرب برھم- چودھری صلاح الدین ناصر- ایم ماجد- مرزا حیات تاثیر- یوسف ناز- اور علی محمد اجمیری- ان سب پر فتویٰ عائد کر دیا گیا کہ یہ لوگ سازشی- بدمعاش- مردود اور خبیث ہیں- ان سب کو قادیانی جماعت سے نکال دینے کا اعلان جاری کیا گیا- لیکن ان میں سے اکثر اپنی مرضی سے قادیانی جماعت کو چھوڑ گئے تھے- (۴)

۴- قطع نظر اس کے کہ مرزا محمود کے رشتہ دار، نااہل ہیں خلیفہ ربوہ نے ان رشتہ داروں کو قادیانی جماعت کی کلیدی اسامیوں پر تعینات کیا- اس قسم کی اقربا نوازی برادرانہ حمایت ایک ایمان دار انسان نہیں کر سکتا-

۵- مرزا محمود اپنے اس دعوے سے دنیا کو دھوکہ دے رہا ہے کہ وہ مصلح موعود اور اللہ کا بنایا ہوا خلیفہ ہے- یہ سو فیصد بے بنیاد دعویٰ ہے- جب اس نے یہ جھوٹا دعویٰ کیا تو اس پر خدائی قہر ٹوٹ پڑا- نتیجے میں فالج اور دیگر متعدد بیماریوں میں مبتلا ہو گیا-

۶- مرزا محمود کھلے اور پوشیدہ طریقوں سے اپنے بیٹے مرزا ناصر احمد کی ڈکٹیٹر شپ کے لئے راستے ہموار کر رہا ہے- اور مرزا محمود کے مرنے کے بعد ۱۹۶۵ء میں یہ حقیقت ثابت ہو گئی-

۷- مرزا محمود نے ۱۹۵۳ء کے انکوائری کمیشن کے سامنے اپنے اصل عقائد پر پردہ ڈال دیا تھا تاکہ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکی جاسکے- اور عدالت کو فریب کے پردے میں رکھا جائے- وہ اپنے وقت کا بڑا موقع پرست سیاست دان تھا- اس نے ظاہری سیاسی طاقت کے ساتھ معاہدہ کر لینے کے موقع کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیا- (۱) اپنی اتھارٹی کو قائم و دائم رکھنے کے لئے مرزا محمود نے ہر ممکنہ اقدام پر عمل کیا- خلیفہ ربوہ کے پیروکار اس کے مخالفین کے لئے ایک ڈھال بن گئے- تاکہ مخالفین کی سازشوں کو بے نقاب کیا جاسکے- مخالفین سازشیوں اور نقصان رساں موذیوں کے خلاف قادیانی جماعت نے ڈھیر سارے ریزولیشن پاس کیے کہا گیا کہ ان لوگوں کو پیغامیوں یعنی لاہوری جماعت کے قادیانیوں کی سرپرستی اور تعاون حاصل ہے (مرزا محمود کی تقریر بہ عنوان نظام اسلامی کی مخالفت مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۵۶ء مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ) قادیان کے سابق درویش اللہ رکھا قادیانی (جواب سازشیوں میں شمار کئے جا رہے تھے) پر الزام عائد کیا گیا کہ مرزا محمود کو قتل کر کے مخالفین اللہ رکھا قادیانی کو خلیفہ ربوہ کا قائم مقام بنانا چاہتے تھے- قادیانیوں کے اس بیان میں کوئی صداقت نہیں تھی لیکن مرزا محمود اللہ رکھا قادیانی کے اس (ناکردہ) جرم کو بار بار دہراتے تھے- غالباً ان دنوں مرزا جی مالیخولیا کے مرض میں مبتلا تھے- اللہ رکھا قادیانی کے خلاف بھی قادیانی جماعت کی طرف سے ریزولیشن پاس کئے گئے (الفضل ربوہ ۳-۲۹ جولائی ۱۹۵۶ء) الفرقان ربوہ شمارہ یکم ستمبر ۱۹۵۶ء) مرزا محمود کو ایک نبی سے زیادہ یا کم ایک ایسے مامور من اللہ مرشد کی طرح پیش کیا جانے لگا جو کسی مذہبی حکومت کا پیشوا ہوتا ہے- مخالفین کی طرف سے پیدا کردہ عام بے چینی اور اضطراب کا سدباب کرنے کے لئے ایک قادیانی اجتماع بھی طلب کر لیا گیا- حقیقت پسند پارٹی کے اولین صدر قادیانی جماعت کے دفتر سوٹلمنٹ کے

۴- کتاب ربوہ کے محمودی منصوبے مطبوعہ سندھ ساگر اکیڈمی

۱- خلیفہ ربوہ کے دو مذہب از صالح نور ۲- احمدیت سے محمودیت تک- احمدیت کا دم واپسیں

آغیسر علی محمد کے صاحبزادے راجہ رازی تھے۔ قادیانی پاپائیت کی حقیقت اس کے اخلاقی کردار اور قادیانی نام نہاد صداقت اسلام کے نثار حسین کے خلاف اس پارٹی نے کافی لٹریچر شائع کیا قادیانی جماعت کی تاریخ کا ایک متین اور سنجیدہ قاری طالب علم قادیانیت کے اس منظر سے چشم پوشی نہیں کر سکتا۔ تلخ ہونے کے باوجود قادیانیت کی ان مجنونانہ مکروہ اور بدمزہ سرگرمیوں کے حقائق بیان کرنے ہی پڑتے ہیں۔

پاکستانی حکمرانوں کے محلاتی جوڑ توڑ اور سیاسی سازشیں

پاکستان کے دو اہم بیورو کریٹ اسکندر مرزا اور چودھری محمد علی نے غلام محمد ملک کی علیحدگی اور استعفیٰ کے بعد بالترتیب صدر اور وزیر اعظم کے عہدوں کے ساتھ دھوکے سے کام لیا۔ لیکن یہ دونوں جلد ہی آپس میں لڑنے لگے۔ یہ وہ دور تھا جب نوکر شاہی بلندیوں کو چھو رہی تھی۔ اور ملک کی سیاست محلاتی سازشوں کے مترادف تھی۔ اسکندر مرزا نے سیاست دانوں کو آپس میں لڑانے کی پرانی ٹیکنیک کو اپنا رکھا تھا۔ وہ اپنی شخصی اور ذاتی حکومت قائم کرنے کے لئے اپنے آپ کو کسی قانون کا پابند نہ سمجھنے کی طاقت کا استعمال کرتا تھا۔ پہلے اس نے چودھری محمد علی سے جان چھڑائی اور پھر بنگالیوں کی طرف دھیان دینا شروع کر دیا جو گھن گرج کے ساتھ آمریت کی مخالفت کرتے تھے۔ (سیاست کے اس دلچسپ کھیل میں للمترجم) اسپیکر کے ذریعہ مشرقی پاکستان کی صوبائی اسمبلی میں ایک مصنوعی بحران پیدا کیا گیا۔ اسپیکر صاحب نے جگتو فرنٹ کے ارکان کو اسمبلی میں بجٹ پیش کرنے کے لئے نااہل قرار دے دیا تھا۔ اور اسمبلی نے اجلاس کو غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کر دیا۔ اس بحران نے مرکزی حکومت کو کھلی چھٹی دے دی کہ وہ جگتو فرنٹ وزارت کو سبکدوش کر دے۔ چنانچہ ۲۶ مئی ۱۹۵۶ء کو مشرقی پاکستان میں صدر راج نافذ کر دیا گیا۔ پھر پارلیمانی حکومت یکم جولائی کو بحال کر دی گئی۔ اور مشرقی بازو میں ابو حسین سرکار نے جگتو فرنٹ حکومت کو تشکیل دیا۔ چند دنوں صوبائی حکومت کے لئے ایک دوسرے بحران کو پیدا کرنے کا بہانہ تراشا گیا۔ لہذا صوبائی وزیر اعلیٰ کی مرضی کے برعکس اسمبلی کے اجلاس کو غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔ اور ۳۱ اگست ۱۹۵۶ء کو مشرقی پاکستان میں دوبارہ صدر راج نافذ کر دیا گیا۔ انہی دنوں میں مغربی پاکستان کے چاروں صوبوں کو مدغم کر کے ایک صوبہ بنانے یعنی "ون یونٹ" بنانے کے خلاف ایجی ٹیشن کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ ۲۰ مارچ ۱۹۵۷ء کو مغربی پاکستان کا کابینہ نے اپنا استعفیٰ پیش کر دیا۔ اور "ون یونٹ" یعنی مغربی پاکستان کے صوبے کو صدر راج نے فوراً ہی اپنے شکنجے میں جکڑ لیا۔ [illegible] کے بعد صوبہ سرحد کے سابق انسپکٹر جنرل پولیس مسٹر عبدالرشید ڈاکٹر خان صاحب کی جگہ مغربی پاکستان کا وزیر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ تو گیارہ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو اسکندر مرزا نے مسٹر حسین شہید سہروردی سے جان چھڑالی۔ جو مشرقی اور مغربی پاکستان کے دونوں حصوں میں مقبول عام ہو رہے تھے۔ مسٹر سہروردی کی یہ مقبولیت اسکندر مرزا کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج بن سکتی تھی۔ لہذا ایک دوسرے بحران کو پیدا کرنا ناگزیر ہو چکا تھا۔ "ون یونٹ" کے مسئلے پر ری پبلکن پارٹی کے ارکان مسٹر سہروردی کے ساتھ اتحاد کرنے سے دستبردار ہو گئے تو مسٹر سہروردی نے صدر مرزا سے اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کی خاطر، قومی اسمبلی کے اجلاس کو طلب کرنے کی درخواست کی۔ اسکندر مرزا نے انکار کر دیا۔ سہروردی صاحب کے لئے مستعفی ہو جانے کے علاوہ اس

طرح اور کوئی چارہ کار باقی نہ رہا۔ جلد اور فوری اجلاسوں کے بعد آئی آئی چندریگر اور فیروز خان نون کی قیادت میں وفاقی حکومت کی دو عدد کابینہ جات بنائی جاتی رہیں۔ لیکن سات اکتوبر ۱۹۵۸ء کو اسکندر مرزا نے بالآخر جمہوریت کو ایک آخری لات رسید کر دی اور شخصی آمریت کی خاطر مارشل کا اعلان کر دیا۔ مرکزی اور صوبائی وزارتیں ختم کر دی گئیں دستور پر خط تنسیخ پھیر دیا گیا۔ اسمبلیاں برخواست کر دی گئیں۔ اور فوج کے کمانڈر انچیف محمد ایوب خان صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیئے گئے۔ ایوب خاں صاحب آخر کار اس داؤگھات میں سبقت لے گئے۔ ۱۹۵۴ء سے ۱۹۵۸ء کے دور میں امریکی سامراج کے ساتھ پاکستان نے معاہدہ کر لیا تھا۔ "سیٹو" اور "سینٹو" معاہدوں میں شریک ہونے سے پاکستان کا عرب دنیا میں وقار گھٹ کر رہ گیا تھا۔ مصر کے صدر جمال عبدالناصر نے ان معاہدوں کی شدت سے مخالفت کی۔ روس نے پاکستان پر الزام عائد کیا کہ اس نے مغربی دنیا میں جارحیت کے رویے کو اپنا رکھا ہے۔ اس الزام کی بنا پر روس بھارت کا زبردست حمایتی بن گیا۔ خاص طور پر مسئلہ کشمیر پر روس نے بھارت کی پرجوش حمایت کی۔ یہودیوں اور سامراجیوں نے جب مصر پر حملہ کیا اور مصر نے اپنی گرفت مضبوط رکھی تو عرب دنیا کو مصر کی امداد کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ سہروردی حکومت کے اس اعلان نے پاکستان کے تشخص کو داغدار کیا۔ (آؤٹ لک کراچی شمارہ ۱۴ اپریل ۱۹۷۳ء)

حکومت پاکستان کی طرف سے قادیانی جماعت کو ایک سیاسی جماعت قرار دینے کی تجویز

پاکستان کی سیاست میں قادیانیوں کا ملوث ہونا اس حد تک اپنی جڑیں مضبوط کر چکا تھا کہ قادیانی جماعت کو ایک سیاسی جماعت قرار دیئے جانے کی تجویز خود حکومت پاکستان کے زیر غور تھی۔ اسلام آباد کے اخبار روزنامہ مسلم میں ایک معروف صحافی انکشاف کرتے ہیں کہ:

۱۹۵۷ء میں مجھے یاد پڑتا ہے کہ پنجاب کی سی آئی ڈی نے جماعت احمدیہ (قادیانیہ) کو ایک سیاسی تنظیم قرار دینے کا اعلانیہ تیار کرنے کا ایک کیس بنایا تھا کیونکہ پنجاب حکومت کی نظروں میں یہ قادیانی جماعت ایک مشکوک ساعت تھی۔ قادیانی جماعت کے بارے میں حکومت کی ایک ضمنی ڈائری میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ یہ جماعت غیر دنی جماعت ہے۔ سرکاری ملازمین کو تنبیہہ کی گئی کہ وہ اس (قادیانی) جماعت سے تعلق نہ رکھیں۔ سی آئی ڈی کی ں ذیلی تنظیم کو "احمدیہ انٹیلیجنس اسٹاف" کا نام دیا گیا۔ "احمدیہ انٹیلیجنس" حکومت پاکستان کے مختلف محکموں میں اپنے CELLS قائم کر لئے تھے۔ لاہور شہر اور دوسرے بڑے بڑے شہروں میں متعین احمدی (قادیانی) فوجی ملازمین کی لسٹ مرتب کی گئی۔ حکومت پاکستان کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ احمدی (قادیانی) آفیسرز، اپنے خفیہ اجتماعات بلاتے ہیں۔ (روزنامہ مسلم اسلام آباد مطابق ۲۴ مئی ۱۹۸۴ء)

"احمدیہ انٹیلیجنس" نے ۱۹۵۸ء کے مارشل لاء کے تحت پیمائش کا ایک نیا رخ اختیار کر لیا۔ قادیانی جماعت کو پھیلنے اور دور دور تک اپنی مضبوط گرفت حاصل کرنے کے لئے ایوب خان صاحب سرپرستی فرماتے رہے۔

□□